نو آبادیاتی شمالی ہندوستان میں مسلم شناخت کی تعمیر کیلئے انجمنِ خُدامِ کعبہ کا کردار

محمد ابرار ظہور*

Abstract

Anjuman Khuddam-i-Kaaba or Society of the Servants of Kaaba was established in May 1913 in colonial India. Colonial India witnessed mushroom growth in social socities or organizations but formed on communal basis since almost every society owed its members and resources to a particular community. The genesis and growth of a large number of such anjumans were due to peculiar socio-structure of Indian society, to use the words of Karl Marx. Moreover, under the umbrella of British government, the Christian missionaries had introduced model of social work and they were reaping its results too. Individuals from various religious communities were converted to Christianity. As a response, the Indians established anjumans to work for the betterment of religious communities of their affiliation. A pan Islamic element is also important with relation to the establishment of Anjuman Khuddam-i-Kaaba. The contemporary declining conditions of Muslims and their subjugation by colonial powers encouraged their solidarity on the basis of ummah as increasingly relevant to take refuge in. The establishment of Anjuman Khudam-i-Kaaba was but once such expression of assertion of Muslim identity by bringing

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ تاریخ، یونیورسٹی آف سرگودھا۔

sanctity of the sacred places of Islam in political perspective. It envisioned massive projects for the welfare of Muslim community of India including making its own shi--making company to work for pilgrims of Hajj besides its main function of the protection of holy places of Islam in Makkah and Madina from any impending aggression. The British government in India viewed this anjuman as a corollary of the onging Indian political movement and perceived it as a threat to the law and order in their Indian Empire. It was, moreover, taken as a grave threat to the Muslim and non-Muslim unity and cordial relations between religious communities. Since the anjuman had outlined making a volunteer force of Shaidaian-i-Kaaba (votaries of the Kaaba), the government viewd it as a tool of politico-criminal propaganda in the hands of workers of anjuman. The present paper is an endeavor to investigate Anjuman Khuddam-i-Kaaba with relation to its contribution in constructing Muslim identity in colonial north India. It will also explain the way this anjuman contributed in preparing ground for ensuing pan-Islamic Khilafat movement in India because it was the platform of this organization that provided the prominent leadership to Khilafat movement.

انجمن خدام کعبہ کا قیام اور اسکے مقاصد

مسلمانانِ ہندوستان کی اپنے مذہبی مقامات (مکہ اور مدینہ جو کہ اس وقت یعنی کہ بیسویں صدی کے اوائل تک خلافت عثمانیہ کا حصہ تھے) کے ساتھ ایک جذباتی وابستگی رہی ہے۔ لہٰذا انجمن خُدامِ کعبہ کا قیام ہندوستان کے مسلمانوں کی اس وابستگی کا ایک مظہر ہے۔ ترک-اطالوی اور بلکان جنگوں کے نتیجے کے طور پر یہاں کے مسلمانوں کے اندر ایک عمومی خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں حجاز مقدس کے مذہبی مقامات کی بے حرمتی ہو جو کہ مسلمانوں کیلئے ناقابلِ برداشت ہے۔ اس انجمن کی بنیاد کی سکیم کا خاکہ مشیر حسین قدوائی اور مولانا

عبدالباری نے ۱۹۱۳ء میں لکھنو میں تیار کیا۔[۱] مولانا عبدالباری مزاجاً ایک متحرک آدمی تھے اور وہ ترکی کے سلطان کے بحیثیت خلیفۂ اسلام کے کھلے حامی تھے۔[۲] وہ اپنے دور کے نمایاں ترین فرنگی محلی تھے اور ان کا روحانی اور عالمانہ احاطہ بہت وسیع تھا۔[۳]

انجمن خُدامِ کعبہ کا تحریری خاکہ مولانا ابوالکلام آزاد (ایڈیٹر *الحلال* کلکتہ) کو اخبار میں چھپنے کیلئے بھجوا دیا گیا۔ اُنھوں نے اِس پر خاص توجہ نہ دی اسکی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد خود اس وقت ایک secret society بنانے کیلئے کام کر رہے تھے۔[۴] انجمن خُدامِ کعبہ کے قیام کے متعلق سب سے پہلا اعلانِ عام ۳۱ مارچ ۱۹۱۳ء کو مولانا شوکت علی نے امرتسر میں کیا۔ شوکت علی نے اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں کی ایک سوسائٹی جس کا نام انجمن خُدامِ کعبہ رکھا جائے بے حد ضروری ہے اور اس کا مقصد مسلمانوں کے مقدس مقامات کی غیر مسلموں سے ممکنہ بے حرمتی کے حوالے سے ٹھوس انتظامات کرنا ہے۔ مولانا شوکت علی کا یہ اعلان ایک مخصوص دور اور تاریخی تناظر کے حوالے سے تھا۔ بیسویں صدی کے اوائل میں مسلمانوں کی باقی ماندہ بڑی ریاست یعنی خلافت عثمانیہ بھی اب بکھرتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ہندوستان کے مسلمانوں جو کہ خود ایک بڑی تحریکِ آزادی کا حصہ تھے وہ اپنی کمزوریوں اور سیاسی حالات کو ترکی کے مسلمانوں کے ساتھ مسابقت میں دیکھ رہے تھے برصغیر کے مسلمانوں میں ایک طبقہ یہ خیال کر رہا تھا کہ خلافت عثمانیہ اب اتنی فعال اور طاقت ورنہیں رہی کہ وہ مسلمانوں کے مقدس مقامات کی حفاظت بطورِ احسن کر سکے۔ لہٰذا اُن کے خیال میں ضرورت اس امر کی تھی کہ ہندوستان کے مسلمان اپنا جانی و مالی تعاون ترکوں کو باور کروائیں اور ترکوں کو اس قابل بنائیں کہ وہ مسلمانوں کے مقدس مقامات کی حفاظت کرسکیں۔

مشیر حسین قدوائی نے ۹ اپریل ۱۹۱۳ء کو *الحلال* کے ایڈیٹر کے نام ایک خط لکھا جس میں یہ درخواست کی گئی کہ انجمنِ خُدام کعبہ کی سکیم کو شائع کیا جائے۔ جو کہ ۲۳ اپریل کو شائع کر دی گئی۔ اس کے بعد مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی نے مولانا عبدالباری سے ملاقات کی اور اس بات پر زور دیا کہ مشیر حسین قدوائی کے انجمن کے خاکہ کو تکمیل دی

جائے۔۵ اور اِس کے قوائد و ضوابط کو آخری شکل دی جائے۔ اس ملاقات میں انجمن کا اکٹھا کیا ہوا چندہ اور مالی وسائل کو مکمل طور پر ایک حصہ کو ترک سلطان (خادم الحرمین شریفین) کے حوالے کرنے کو بھی زیر بحث لایا گیا۔ اس ملاقات کے شرکاء نے قرآن پر حلف اٹھایا کہ وہ انجمن کے قوائد کی پاسداری کریں گے۔ اسی ملاقات میں ایک کمیٹی بنا دی گئی جس کے مطابق مولانا عبدالباری کو خادم الخدام جبکہ مشیر حسین قدوائی اور شوکت علی کو سیکرٹریز مقرر کیا گیا۔ ڈاکٹر نذیرالدین حسن (لکھنو کے بیرسٹر) اور محمد علی (ایڈیٹر The Comrade) کو معتمد خادم الخدام مقرر کیا گیا۔۶ اس ملاقات میں جن قوائد و ضوابط پر بحث کی گئی ان کو مختلف اخبارات میں شائع کرنے کیلئے بھیج دیا گیا۔

انجمن خدام کعبہ کے قوائد و ضوابط

انجمن خدام کعبہ کا سب سے بڑا مقصد کعبہ کا تقدس اور حفاظت اور اسکے ساتھ مسلمانوں کے مقدس مقامات کی غیر مسلموں سے حفاظت تھا۔ اس مقصد کے حصول کیلئے کعبہ سے محبت کرنے والوں کی ایک ایسو سی ایشن قائم کی جائے گی۔ جس کے شرکاء اپنی جان اور دولت کو اسلام کے مقدس مقامات کی حفاظت کیلئے قربان کرنے پر ہر وقت آمادہ رہیں گے۔ مندرجہ بالا مقصد کے علاوہ اسلام پھیلانے کیلئے عملی اقدامات، مسلمانوں کیلئے سکول اور یتیم خانے قائم کرنا، مسلمانوں اور بیت اللہ شریف کے درمیان موجودہ تعلقات کو وسیع کرنا اور حج کی خاطر ہر قسم کی سہولت کو مہیا کرنا کو انجمن خدام کعبہ کے مقاصد میں شامل کیا گیا۔ ایک روپیہ سالانہ چندہ مقرر کیا گیا اور یہ شرح امیر یا غریب سب کیلئے یکساں تھا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ اکٹھی کی گئی رقم کو تین برابر حصوں میں تقسیم کیاجائے گا۔ ایک حصہ اس ریاست کو دیا جائے گا جو کعبہ کی دیکھ بھال کرے۔ ایک حصہ یتیم خانوں، سکولوں اور تبلیغ کیلئے جبکہ تیسرا حصہ بچا کر رکھا جائے گا تا کہ بوقتِ ضرورت کعبہ کی حفاظت کیلئے استعمال کیا جا سکے۔ اس آخری حصے کو ایسے کاروباری کام کیلئے بھی خرچ کیا جا سکتا تھا جو کعبہ اور مقدس مزارات کیلئے ثابت ہوا۔ مثال کے طور پر ایک بحری جہاز اس رقم

سے خریدا جا سکے جو حاجیوں کیلئے آسان اور سستا سفر مہیا کر سکے۔٧

انجمنِ خُدامِ کعبہ کی ممبر شپ تمام مسلمانوں مرد و عورت کیلئے مختص کی گئی البتہ تمام ممبرز کیلئے ضروری تھا کہ وہ مندرجہ ذیل حلف اٹھائیں:

''میں، خدا کو حاضر جاتے ہوئے اپنے گناہوں سے شرمندہ ہوتے ہوئے زبان پر کلمہ اور کعبہ کی طرف منہ کرتے ہوئے (کعبہ کی طرف انگلی کا اشارہ بھی کرتے ہوئے) یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں کعبہ کی حرمت کیلئے اپنی جان اور دولت وقف کر دوں گا۔ میں انجمن خدام کعبہ کی طرف سے دیے گئے احکامات کو مکمل طور پر بجا لاؤں گا۔٨

اس حلف کو اٹھانے اور نتیجتاً انجمن کا ممبر بن جانے کے بعد خادمِ کعبہ کا لقب دیا جاتا تھا اور اس موقع کو نہایت ادب و احترام سے منایا جاتا تھا۔ یہ حلف دو مسلمان گواہوں کی موجودگی میں اٹھایا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں حلف لینے والے خادم کیلئے ضروری تھا کہ حلف لیتے وقت اپنے ہاتھ قرآن پر رکھے۔

مندرجہ بالا حلف کے علاوہ ایک حلف بھی تھا جو کہ پہلے والے حلف کے ساتھ کچھ اضافہ کرتے ہوئے اسلام کے مقدس مقامات اور کعبہ کی حرمت کی حفاظت کیلئے لیا جاتا تھا۔ یہ حلف اُن ممبرز کیلئے مخصوص تھا جو اپنی زندگی، مال و دولت اور عزت خدا کے راستے میں اور کعبہ کیلئے قربان کرنے کو ہر وقت تیار رہیں۔ اس حلف کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

میں، اپنا منہ کعبہ کی طرف اور خدا کے آگے حاضر ہوتے اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی خدا کیلئے وقف کر دی ہے۔ اب مجھے صرف کعبہ کی خدمت کرنی ہے اور کعبہ کی حرمت کو قائم کرنا ہے۔ انجمن خدام کعبہ کے احکام کو بجا لانا میری سب سے بڑی ڈیوٹی ہے میں بغیر اعتراض اور دیر کئے جہاں کیلئے حکم ملا جاؤں گا اور کوئی مشکل میرے آڑے نہ آئے گی اس حلف کے ساتھ میں دوبارہ شیدانِ کعبہ میں شامل ہونے کا وعدہ کرتا ہوں اور میں اپنے خدا، رسول، قرآن، مذہب اور اپنی عزت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے حلف پر قائم رہوں گا۔٩

ان حلفوں کو دیکھتے ہوئے برطانوی انڈین حکومت کے شکوک شبہات میں اضافہ ہوا اور انہوں نے ایک خفیہ تفتیش شروع کی تا کہ اس انجمن پر کڑی نظر رکھی جا سکے۔ انہیں یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں اس انجمن کے داعین کوئی جارحانہ طریق کار نہ اختیار کر لیں۔

انجمن خدام کعبہ اور مسلم پریس

انجمن خدام کعبہ کے قیام کے ساتھ ہی نہ صرف حکومت بلکہ عوام الناس کے اندر بھی شکوک و شبہات کی ایک لہر دوڑ گئی۔ انجمن کے قوائد و ضوابط کو ۳۱ مئی کو مختلف اخبارات میں بھیجا گیا اور ساتھ ہی ان کو چھاپنے کی درخواست بھی کی گئی۔ مختلف اخبارات نے انجمن اور اس کے قوائد و ضوابط پر اداریے بھی لکھے۔ عمومی طور پر مسلم پریس انجمن خدام کعبہ کے متعلق حمائتی تھا کیونکہ انجمن کے مقاصد مکہ اور مدینہ کی حفاظت کے حوالے سے تمام مسلمانوں کیلئے باعث تکریم تھے۔ ۱۹ ویں صدی کے اواخر میں اور بیسویں صدی کے اوائل کا زمانہ اخبارات اور پریس کے حوالے سے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس دور میں ہندوستان کے بڑے شہروں میں اردو۔ہندی اور مقامی زبانوں میں اخبارات کی تعداد بہت زیادہ بڑھ چکی تھی۔ ایک اخبار نے لکھا کہ ''ہم موجودہ زمانے میں ایسی جنگیں دیکھ رہے ہیں جو کسی بھی زمانے کے موازنہ میں زیادہ نتیجہ خیز ہیں''۔[۱۰] پھر اخبار نے لکھا کہ Mr. Asquith نے اعلان کیا کہ ''چیزیں جس طرح پہلے تھیں دوبارہ اس طرح نہیں ہوسکتیں'' اور یہ کہ ''مشرقی یورپ کا نقشہ دوبارہ سے کھینچا جانا چاہیے''۔[۱۱] اخبار کے مطابق مسلمانوں کیلئے ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ ساری دنیا کا نقشہ تبدیل کیا جا رہا ہے۔ *The Comrade* اخبار کو چونکہ مولانا محمد علی چلا رہے تھے لہٰذا اس اخبار نے انجمن خدام کعبہ کے متعلق اشاعت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

The Comrade نے یہ بھی لکھا کہ انجمن خدام کعبہ نہ صرف ''کعبہ اور دوسرے مقدس مقامات کی حرمت کی حفاظت کرے گی اور ان جگہوں پر مسلمانوں کا اقتدارِ اعلیٰ قائم کرے گی'' بلکہ انجمن اس کے علاوہ بھی بہت سارے مفید کام کرے گی جن میں مسلمانوں کیلئے پروپیگنڈہ، جہاں گورنمنٹ کے سکول نہیں ہیں وہاں مسلم پرائمری سکول بنانا اور مسلمان یتیموں کی زندگیوں اور ایمان کی حفاظت شامل ہیں۔[۱۲] یہ انجمن مسلمانوں کو حجاز جانے کیلئے جو درپیش مسائل ہیں ان کا بھی ازالہ کرے گی اور یہ کہ اس ادارہ کا مقصد حکومت کو تنگ کرنا یا اس کیلئے مشکلات پیدا کرنا ہرگز نہیں ہے۔

مسلمانوں کی طرف سے شائع ہونے والے تمام اخبارات نہ صرف انجمن خدام کعبہ کو

جگہ دے رہے تھے بلکہ اس انجمن کے متعلق اچھی رائے عامہ بنانے کی کوشش بھی کر رہے تھے۔ ایسی رائے عامہ بنانے کیلئے مسلمانوں کو اپنے تہذیبی ورثہ اور تشخص کی یاد دہانی بھی کروائی جا رہی تھی۔ اس سے ایک طرف تو ہندوستان کے مسلمانوں کی شناخت کی تعمیر ہو رہی تھی تو دوسری طرف Pan-Islamism کی بھی ترویج ہو رہی تھی۔ Pan-Islamism کی ترویج کے حوالے سے اخبارات لکھ رہے تھے کہ مسلمانوں نے ترکی کی یورپ کے اندر بدحالی دیکھی اور مسلمانوں نے ایران کو بدحالی میں دیکھا اس کے علاوہ افریقہ کی تمام آزاد مسلم بادشاہتیں ایک ایک کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلیں۔ مسلمان اب صرف اپنے ماضی کی فتوحات کی یادوں کے سہارے زندہ نہیں رہ سکتے لہٰذا مسلمانوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مقدس مقامات کے مستقبل کے بارے میں نہ صرف سوچیں بلکہ عملی اقدامات بھی کریں۔ اسلام اب فتوحات کرنے والی طاقت نہیں رہی۔ نہ ہی اب مسلمان یورپ کے بڑے حصے پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ افریقہ کے اندر بھی مسلمان حکمرانوں کے دن گنے جا چکے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے ملی تشخص کو پہچانیں۔

انجمن خُدامِ کعبہ اور مسلم شناخت کی تعمیر

جب انجمن خدامِ کعبہ کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا تو اس کے رہنماؤں اور کارکنوں نے انڈیا کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور انہوں نے پریس کی مدد سے بھی انجمن کو عوامی اور مقبول سوسائٹی بنانے کی انتہائی کوشش کی۔ مولانا عبدالباری اور شوکت علی نے ۲ جون کو لکھنؤ چھوڑا اور انہوں نے مسلمانوں کے اکثریتی اور روایتی علاقوں اور شہروں کا دورا کیا۔ انہوں نے جن شہروں کا دورہ کیا ان میں بریلی، بدایون، دہلی، اجمیر اور دیوبند شامل ہیں۔ اجمیر کا دورہ خصوصی طور پر اس طرح سے انتظام کیا گیا کہ مولانا عبدالباری اور شوکت علی وہاں عرس کے موقع پر پہنچے۔[۱۳] اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی کے عرس کے موقع پر لوگ چونکہ بڑی تعداد میں موجود ہوتے ہیں اسلیے مولانا عبدالباری، جو کہ چشتیہ سلسلہ میں بھی بیعت تھے اُن کا خیال تھا کہ لوگ انجمن خدام کعبہ کے پروگرام اور پیغام کو ایک بہت اچھی

پذیرائی دیں گے۔

تقریباً اسی وقت پر مشیر حسین قدوائی کشمیر پہنچے تا کہ وہاں انجمن کی ایک شاخ قائم ہو سکے۔ لیکن انجمن کو توقع سے کچھ کم پذیرائی ملی اس کی ایک وجہ تو حلف نامہ تھا تو دوسری طرف کچھ اخبارات نے اشتہار چھاپے جن میں پیغام یہ تھا کہ ان کا انجمن خدام کعبہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے انجمن کو ایک جہادی تنظیم کہا اور انہوں نے انجمن کے تنظیم سازوں اور پیروکاروں کے خلوص نیت پر بھی سوالات اٹھائے۔ ایک شیعہ مسلم اخبار نے تو اپنے پیروکاروں کو متنبہ کر دیا کہ وہ سنیوں کی سیاسی شعبدہ بازیوں کا شکار نہ ہوں اور انجمن آخر کار public tranquality کو ختم کرنے کا باعث بنے گی۔"[۱۴] ایک خط جو بمبئی کے چیدہ چیدہ نمایاں مسلمانوں کو اس لیے لکھا گیا کہ وہ انجمن کے ساتھ شامل ہوں اور جس کے ساتھ ممبر شپ فارم لف تھا لوگوں نے لینے سے انکار کر دیا کہ انجمن کے قوائد و ضوابط قابلِ اعتراض ہیں اور مسلمانوں کیلئے تباہی کا باعث ہو سکتے ہیں۔

۹ جولائی ۱۹۱۳ء کو شوکت علی کا ایک خط روزنامہ *زمیندار* میں چھپا جس کے مطابق انجمن کے قوائد میں تبدیلی کر دی گئی تھی۔ اس تبدیلی کے لحاظ سے "ممبر شپ کا حلف نامہ ختم کر دیا گیا اور زندگی اور دولت کی جگہ تمام ممکنہ امداد نے لے لی۔[۱۵] قواعد کی یہ تبدیلی یقیناً مسلمانوں کے خدشات کے نتیجے میں ہوئی۔ برطانوی حکومت بھی انجمن کے معاملات کو دقیقانہ انداز سے دیکھ رہی تھی اور ایک سرکاری تفتیشی عمل بھی گورنمنٹ کی طرف سے چل رہا تھا تا کہ انجمن خدامِ کعبہ کے معمولات پر کڑی نظر رکھی جائے اور معاملات کو قابو میں رکھا جا سکے۔

مسجد کانپور کے واقعہ کے بعد مسلمانوں نے اپنی توجہ قریبی حقائق کی طرف مبذول کی۔ لہٰذا کانپور میں مسلمانوں کی ہڑتالی سیاسی طاقت دیکھی گئی۔[۱۶] نتیجتاً انجمن خُدامِ کعبہ کا معاملہ کافی حد تک سست ہو گیا اور سوائے اسکے کہ چند لوگ اس کی پذیرائی کیلئے کام کرتے رہے اکتوبر کے آخر تک انجمن کے حوالے سے کوئی بڑی خبر نہ تھی۔ پھر ۲۶ اور ۲۷ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو دہلی میں عوامی اجتماعات ہوئے جن میں رہنماؤں کی طرف سے بتایا گیا کہ کانپور

کے واقعہ کی وجہ سے انجمن کو پسِ منظر میں رکھا گیا تا کہ لوگ اور حکومت اس کو غلط انداز سے نہ سمجھ بیٹھیں۔

۳۱ اکتوبر ۱۹۱۳ء کو شوکت علی نے انجمن کی آمدن اور کام کے حوالے سے ایک تحریر چھپائی۔ اس کے مطابق انجمن نے ۲۳ ممبرز سے کام شروع کیا اور ۳۱ اکتوبر تک ان کی تعداد ۳۴۳۱ ہو چکی تھی۔ انجمن کے عملی کام کیلئے دو شیدائی جن کے نام سید ایوب احمد آف شاہجہانپور اور سید منظور علی آف دہلی کو شامل کیا گیا اور اسکے بعد ۶ اور لوگ بھی شیدائی کی حیثیت سے شامل ہوئے۔ ان کے نام حسن احمد رانبری، مولوی حبیب الحسن، مولوی ارشاد علی خاں، مولوی مہدی حسن، تاج محمد، میر محمد اور مولوی عطا محمد تھے۔ ان لوگوں کو کلرک اور اکاؤنٹینٹ کی حیثیت سے ملازمت دی ہوئی تھی اور بعض اوقات ان میں سے کچھ افراد انجمن کیلئے تبلیغ کا کام بھی کرتے تھے۔۱۷

ہندوستان کے اندر انجمن خدامِ کعبہ کی شاخیں حیدرآباد دکن، لکھنؤ، سکھر، کھوسٹ، (بلوچستان)، اجمیر، جام نگر، امرتسر، نینی تل، سہارنپور، بنارس، سندیلا، دھواں گاؤں، کاٹھیاواڑ، شہباز نگر، اکبر پور، مخدوم پورہ، گایا ضلع، نارائن پنتھ اور بھنسہ ضلع بریلی میں قائم کی گئیں۔ البتہ انجمن کو ہندوستان کی جغرافیائی حدودمیں مقید رکھنا اس کی روح کے خلاف تھا۔ لہٰذا انجمن میں یہ صلاحیت تھی کہ دوسرے ممالک میں بھی پھیل سکے اورکچھ ممالک میں انجمن کے حوالے سے دلچسپی بھی پائی جاتی تھی۔

علامہ محمد اقبال جو کہ مشہور شاعر تھے نے بین الاسلامی تحریک کے سیاسی ثقافتی اور مذہبی پہلوؤں پر لکھا۔ علامہ اقبال جب یورپ میں مقیم (۰۸-۱۹۰۵ء) تھے تو اس دوران انہیں اسلام کو درپیش مسائل کو سمجھنے کا موقع ملا۔ انہوں نے دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے ان کے حالات کے بارے میں آگہی حاصل کی علامہ اقبال کی شاعری سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۹۰۸ میں ترکی میں رونما ہونے والے واقعات سے بے حد متاثر تھے اقبال کی شاعری اور خطوط اس بات کے ضامن ہیں کہ وہ پین اسلام ازم پر ایک گہری نظر رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ترکی پر بہت سی پر جوش نظمیں مرتب کیں جن میں ایک

بے حد مقبول ''جواب شکوہ'' تھی جوانہوں نے بادشاہی مسجد لاہور میں منعقد ہونے والے ایک اجتماع میں پڑھی۔ یہ نظم مذکورہ جلسہ منعقدہ ۱۹۱۲ میں ترک جنگی زخمیوں کیلئے چندہ اکٹھا کرنے کے اجتماعی موقع پر پڑھی گئی تھی۔۱۸ انہوں نے ایک اور نظم ''دریوزہ خلافت'' اس وقت لکھی جب دسمبر ۱۹۱۹ء میں خلافت کمیٹی کا امرتسر میں اجتماع ہوا اور اس میں فیصلہ کیا گیا کہ برطانوی حکومت کو درخواست کی جائے گی کہ وہ خلافت کے ادارہ کو ختم نہ کریں۔ علامہ اقبال نے اس نظم میں مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی پر کڑی تنقید کی اور سوالات اٹھائے کہ اسلام میں خلافت کی بھیک مانگنا منع ہے۔ اقبال کا خیال تھا کہ اسلام کے مطابق خلاف صرف وہ ہے جو جہاد اور قوت سے حاصل شدہ ہے۔

اختتامیہ

انجمن خدام کعبہ کی بنیاد نوآبادیاتی شمالی ہندوستان کے مسلمانوں کے ان مخصوص حالات (سیاسی، سماجی اور مذہبی) کا ردعمل تھا جن میں سے وہ گزر رہے تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نتیجے میں مغل دور کی تمام نشانیاں محو ہو چکی تھیں۔ مسلمانوں نے اپنے آپ کو سیاسی طور پر نہایت کمزور سمجھنے لگے تھے۔ لہٰذا ہندوستان میں سیاسی قوت کا چھین جانا مسلمانوں کو مجبور کر رہا تھا کہ وہ خلیفہ اسلام جو کہ خلافت عثمانیہ ترکی میں مقیم تھا کی طرف دیکھ کر سکونِ قلب محسوس کریں۔ جبکہ خلافت کا ادارہ بذاتِ خود آخری سانس لے رہا تھا کیونکہ دنیا بھر میں قومی ریاستیں اُبھر رہی تھیں۔

ترکی میں خلافتِ عثمانیہ کے بے شمار مسائل درپیش تھے۔ ان حالات میں ہندوستان کے مسلمانوں نے سوچا کہ شاید اب ترکی مسلمانوں کے مقدس مقامات کی حفاظت کرنے کی صلاحیت کھو چکا ہے۔ اس لیے آگے بڑھ کر مقدس مقامات کی حفاظت کے سلسلہ میں عملی اقدامات کیے جائیں۔ انجمن خدامِ کعبہ کی بنیاد رکھنے والے علماء اور رہنماء حجاز مقدس کے مقدس مقامات کی حفاظت کیلئے پُرعزم تھے اور اس مقصد کیلئے وہ مسلمانوں سے چندہ جمع کر کے ترکی کی مالی امداد کرنا چاہتے تھے اس کے علاوہ ایک بحری جہاز کمپنی بنانا بھی ان

کے مقاصد میں شامل تھا علاوہ ازیں انجمن خدام کعبہ کے ماتحت شیدائیوں کی ایک جماعت تیار کرنا بھی ضروری سمجھا گیا۔ ان شیدائیوں سے حلف لیا جاتا تھا کہ وہ ہر وقت اپنی جان اور مال کعبہ کی حرمت کیلئے قربان کرنے پر آمادہ رہیں گے۔ المختصر یہ کہ انجمن خدام کعبہ نے مذہبی علامات، عملی کارروائیوں اور بین السلامی تحریک کی مدد سے نوآبادیاتی شمالی ہندوستان میں مسلم شناخت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا۔

حوالہ جات

۱۔ IOR/L/P&S/20/242,1،بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں مولانا عبدالباری فرنگی محل روایات کی ایک نمایاں شخصیت تھے انہوں نے فرنگی محل میں ہی اپنے والد گرامی اور دوسرے علماء سے تعلیم حاصل کی اور چشتی قادری سلسلہ میں بیعت ہوئے۔ جب ۱۸۹۷ء میں ترکی اور یونان کی جنگ ہوئی مولانا عبدالباری نے لکھنؤ کے مسلمانوں کا ایک بڑاجلسہ کیا اور ترک سلطان کے حق میں تحریک پیش کیں۔

2- Gail Minault, *The Khilafat Movement: Religious Symbolism and Political Mobilization in India*, (New Delhi: Oxford University Press, 1999), pp. 33-34.

3- Francis Robinson, *Abdul Bari and the Events of January, 1926, www.google.com.*

۴۔ IOR/L/P&S/20/242,1

۵۔ شوکت علی اور محمد علی دو بھائی تھے جو کہ رامپور کی ریاست میں ملازم رہے۔ دونوں نے علیگڑھ کالج سے جدید تعلیم حاصل کی ہوئی تھی۔ شوکت علی نے UP کی حکومت میںOpium Department کو جائن کر لیا جبکہ محمد علی انگلستان چلے گئے اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے تاریخ میں گریجوایشن مکمل کی۔ مولانا محمد علی نے صحافت میں اپنا نام بنایا اور مشہور اخبار*The Comrade* کے ایڈیٹر کے فرائض انجام دیے۔

۶۔ IOR/L/P&S/20/242,1

۷۔ ایضاً،Appendix A

۸۔ ایضاً۔

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ *The Comrade,* May 31, 1913.

11- He was the British Prime Minister Herbert H. Asquith (1852-1928)

۱۲۔ *The Comrade*, June 7, 1913.

۱۳۔ اجمیر کا شہر چشتیہ صوفی سلسلہ کا ایک مشہور اور اہم مرکز ہے۔ یہ مشہوری اور اہمیت اس لیے ہے کہ وہاں حضرت خواجہ معین الدینؒ چشتی کی درگاہ ہے۔ عرس کے موقع پر لوگ انڈیا کے طول و عرض سے یہاں جوق در جوق پہنچتے ہیں۔

۱۴۔ Quoted in IOR/L/P&S/20/242,4

۱۵۔ *The Zamindar*, July 9, 1913.

16- M. Naeem Qureshi, *Pan Islam in British India: The Politics of Khilafat Movement (1918-1924)*, (Karachi: Oxford University Press, 2009), p. 41.

17- IOR/L/P&S/20/242,1

۱۸۔ علامہ اقبال، ''دریوزۂ خلافت''، *کلیات اقبال*،(اسلام آباد: الحمراء پبلیکیشنز، ۲۰۰۴ء)، ص ۳۶۰۔

☆☆☆